رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر۔ غلام نبی

فہرست مضامین

نمبر ۱۲۸ | ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۶ر اپریل ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۲۳ر اپریل ۸ بجے صبح بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لائے۔ اور ۲۴ر اپریل ۱۰ بجے صبح پھر تشریف لے گئے۔ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کے متعلق ۲۳ر اپریل بوقت ½۶ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ گذشتہ ۲۴ گھنٹہ میں انہیں بخار ۹۹ درجہ رہا۔ درد بھی بہت کم ہے۔ اور عام طبیعت بھی اچھی ہے۔ اپریشن فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں

۲۳ر فروری بعد نماز مغرب مسجد اقصےٰ میں لوکل جماعت احمدیہ کا احراریوں کی غیر شریفانہ اور اشتعال انگیز حرکات پر احتجاج کرنے کی غرض سے زیر صدارت جناب میر قاسم علی صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز نے ان کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ اور میر قاسم علی صاحب نے احراریوں کے نامناسب رویہ کے متعلق تقریریں کیں۔ اور تین قراردادیں پاس کی گئیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(فرمودہ ۲۶ر اپریل ۱۹۰۲ء)

زیور پر زکوٰۃ

"ایک شخص نے عرض کی۔ کہ زیور پر زکوٰۃ ہے۔ یا نہیں۔ فرمایا۔ کہ

جو زیور استعمال میں آتا ہے۔ اور مثلاً کوئی بیاہ شادی پر مانگ کر لے جاتا ہے۔ تو دے دیا جائے وہ زکوٰۃ سے مستثنےٰ ہے"

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۲ء)

غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھو

"سوال ہوا۔ کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ یا نہ پڑھیں۔ فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے۔ کہ اسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق کرے۔ تو بہتر۔ ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے۔ نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو"

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۲ء)

جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر اعلےٰ ۲۳ر اپریل چند دنوں کے لئے سندھ تشریف لے گئے ہیں۔

تبلیغی رپورٹ

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

عید الفطر ۔ تبلیغی دورہ

ایک سو ستائیس نو مسلمین

رمضان میں قرآن

رمضان المبارک میں باقاعدہ نماز تراویح پڑھی گئی۔ اور خدا کے فضل سے قرآن کریم ختم کیا گیا۔ آخری دن درس کے بعد دُعا کی گئی۔

عید الفطر

عید کی نماز سالٹ پانڈ میں جمعرات کے روز ۱۸ جنوری کو ادا کی گئی۔ ایک ہزار کے قریب مردوں اور عورتوں کا مجمع تھا۔ اس موقعہ پر میں نے اس شہر کے معززین اور اخبارات کے نامہ نگاروں کو بھی بلا بھیجا تھا۔ یہاں سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر کیپ کوسٹ ایک پرانا شہر ہے۔ وہاں کچھ شامی تاجر رہتے ہیں۔ وہاں اور یہاں کے ۱۲ شامی تاجر نماز میں شامل ہوئے۔ نماز کے بعد میں نے خطبہ میں اسلام کے معنی۔ اس کی عبادات کی سادگی۔ اس کے عقائد کی سادگی۔ اور اس کے عالمگیر ہونے اور موجودہ مشکلات عالم کا واحد ذریعہ ہونے پر بیان کیا۔ ایک گھنٹہ سے زائد انگریزی میں خطبہ ہوتا رہا۔ جسے جنرل سکرٹری مسٹر بن یامین نے نہایت قابلیت سے اس ملک کی زبان میں ترجمہ کر کے ساتھ کے ساتھ سنایا۔ عیسائی حاضرین پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ علاوہ ان کے جو خاص طور پر بلائے گئے تھے۔ شہر سے خود بخود آنے والوں کا ایک خاصہ مجمع تھا۔ سالٹ پانڈ میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ اس قدر شان و شوکت کے ساتھ ہم نے نماز عید ادا کی۔ اور لوگوں کے واسطے یہ امر نہایت عجیب تھا۔

جلوس

اسی دن نماز ظہر کے بعد ایک جلوس نکالا گیا۔ جلوس کی قطاریں اتنی لمبی تھیں۔ کہ اس جگہ کے بڑے سے بڑے مسیحی مشنوں کے جلوس کی قطاریں بھی اتنی لمبی نہیں ہوتیں۔ تمام شہر کا چکر لگایا گیا۔ احباب مختلف تبلیغی اشعار اور فقرات اپنی زبان میں بلند آواز سے پڑھتے تھے اس طرح سالٹ پانڈ کے گوشے گوشے اور مرد و زن کے کان میں احمدیت کی تبلیغ پہونچ گئی۔ فالحمد للہ۔ عید کے کئی دن بعد تک ہمارا چرچا لوگوں کی زبانوں پر رہا۔

علاقہ کنو میں تبلیغ

اشانٹی اور فینٹی کے درمیان ایک علاقہ کنو (Kwahu) کے نام سے مشہور ہے اس علاقہ میں احمدیت ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ اس لئے اکتوبر گزشتہ میں جو میٹنگ اکچیا نامی مقام پر ہوئی تھی۔ اس کے فیصلہ کے مطابق عید کے بعد اس علاقہ میں تبلیغی دورہ کا پروگرام تیار کیا گیا۔ اور عاجز ۲۳ جنوری کو اس علاقہ کی طرف روانہ ہوا۔ ریل کا سفر اس علاقہ میں نہایت گراں پڑتا ہے۔ اشانٹی کے بھائیوں نے عاجز کے تبلیغی سفروں کے واسطے موٹر خریدنے کے لئے جو روپیہ فراہم کیا تھا۔ اس سے موٹر خرید کر یہ سفر کیا گیا۔ لیکن سڑک بے حد خراب تھی۔ راستہ میں کئی گڑھے ہیں۔ اور کئی بے پل کے ندی نالے پڑتے ہیں۔ جنگل ایسا گھنا ہے۔ کہ روز روشن میں رات معلوم ہوتی ہے۔ اس سڑک پر سے گزر کر خاکسار Mpraeso نامی مقام پر پہونچا۔ جہاں جلسہ منعقد کرنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ میں نے اپنے جانے سے پہلے وہاں کے چیف کو اپنی آمد کی اطلاع دیدی تھی۔ اس نے میرے جانے سے قبل ہر طرح کا انتظام کر دیا۔ وہاں کے D.C. جو عاجز کے پہلے سے واقف ہیں۔ اور جن کا نام Major [illegible] ہے۔ انہوں نے خوشی سے جلسوں کی اجازت دیدی۔ میں اس علاقہ میں ایک ہفتہ ٹھیرا۔ اور ہر روز قریب قریب کے گاؤں میں جا کر لیکچر دیتا رہا۔ ہر جگہ چیف لوگ نہایت شوق سے لیکچر کا انتظام کرتے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ سننے کے واسطے جمع ہو جاتے۔ اس دوران میں کم و بیش دس ہزار نفوس کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ فالحمد للہ۔ کئی لوگوں نے بیعت کی اور عام بیداری اسلام کے متعلق اور اس کے لئے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ خاص Mpraeso کے چیف نے مہمانوں اور عاجز کی خاطر تواضع نہایت اخلاص سے کی۔ اور لیکچروں اور پرائیویٹ گفتگو سے نہایت اچھا اثر لیا۔

اشانٹی کے بھائیوں کا اخلاص

یہ علاقہ گو اشانٹی سے بہت دور واقعہ ہے۔ مگر اشانٹی کے جوان ہمت مخلص بھائی تبلیغ میں حصہ لینے کے لئے اسجگہ بھی آپہونچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل صرف مردوں کو ہی نہیں۔ بلکہ عورتوں کو بھی اسلام کے لئے خاص اخلاص عطا فرمایا ہے۔ کئی بہنیں بھی پہنچ گئیں۔ چونکہ علاقہ بہت دُور اور ایسی طرز پر واقعہ ہے۔ کہ سواریاں وہاں کیلئے عام طور پر نہیں ملتیں۔ اس لئے اکثر بھائی اور بہنیں پیدل سفر کرکے پہنچے۔ اور بعض کو برابر ایک ہفتہ پیدل چلنا پڑا۔ ایک بھائی یعقوب نامی کو اس سفر میں نمونیہ ہو گیا۔ گو میں نے فوراً ان کی واپسی کا انتظام کر دیا۔ مگر اطلاع آئی ہے۔ کہ وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ان کی موت شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ کیونکہ وُہ راہِ حق میں سفر کرتے ہوئے بیمار ہوئے۔

ایبے ٹیفی کا دورہ

اسی علاقہ میں ایک مقام Abetifi نامی ہے۔ جہاں ایک بہت بڑے مسیحی مشن نے شروع شروع میں اپنا مرکز قائم کیا تھا۔ اور جس کی وجہ سے اس علاقہ میں عیسائیت کثرت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں جا کر لیکچر دیا۔ چیف اور دوسرے ہزاروں لوگوں نے توجہ سے سنا۔ بعد میں سوال و جواب ہوئے۔ سوال کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ نمایاں ایک Sub Chief [illegible] تھا۔ جو خود مسیحی تھا۔ اور کسی زمانہ میں سکول میں ٹیچر بھی رہ چکا ہے۔ اس نے میرے لیکچر کے ایک حصہ کا ترجمہ بھی کیا۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔

سالٹ پانڈ کے نئے ڈپٹی کمشنر

سالٹ پانڈ کے پرانے ڈپٹی کمشنر صاحب تبدیل ہوکر اکرا چلے گئے ہیں۔ اب نئے صاحب آئے ہیں۔ جو انبالہ۔ پشاور کراچی وغیرہ مقامات کی نواح میں رہ چکے ہیں۔ وہ سکول کے معائنہ کے لئے خود تشریف لائے اور نہایت خوش ہو کے گئے۔ نہایت قابل آدمی ہیں۔

لیگوس

لیگوس میں امام اجو سے مع اپنے رفقائے کار اور شمالی نائیجریا کے بھائی نہایت اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔ ان کے راستہ میں بڑی مشکلات ہیں۔ لیگوس میں تو جب سے جماعت قائم ہوئی ہے۔ مخالفین نے مقدمہ بازی شروع کر رکھی ہے۔ اور وُہ ہمیں مقدمات میں پھنسا کر تبلیغ کی طرف سے غافل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر باوجود ان سب مشکلات کے تبلیغ کا کام شمالی اور جنوبی نائیجریا میں خدا کے فضل سے جاری ہے۔ اور لوگ برابر بیعت کر رہے ہیں۔

مدارس

اسوقت علاقہ گولڈ کوسٹ میں ہمارے چھ مدرسے ہیں۔ جن میں سے ایک تو ۱۹۲۶ء سے سرکاری گرانٹ حاصل کر رہا ہے۔ دو کے واسطے ہم نے اس سال گرانٹ کی درخواست کی ہے۔ خدا تعالیٰ کامیابی عطا کرے۔ اس ملک میں

ایک ضروری تصحیح

"الفضل" ۱۷-۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی لائل پور کی تقریر کا جو حصہ شائع ہوا ہے۔ اس میں صفحہ ۶ کالم اول پر تقریر لکھنے والے کی کوتاہ فہمی سے حسب ذیل مفہوم لکھا گیا ہے جس میں خط کشیدہ الفاظ درست نہیں۔

"ایک اشتہار دیا گیا ہے جس میں مجھ سے کہا گیا ہے کہ مباحثہ کرو۔ ہم نے یہاں کی لوکل جماعت احمدیہ کو چیلنج دیا تھا۔ مگر وہ اس بات پر آمادہ نہیں ہو سکی۔ اب آپ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے واپس جانے سے پہلے خود مباحثہ کریں"

حضور نے اس موقعہ پر یہ فرمایا تھا۔ کہ

"ایک اشتہار دیا گیا ہے۔ جس میں مجھ سے کہا گیا ہے۔ کہ مباحثہ کر لو۔ نیز انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ہم نے مباحثہ کا چیلنج آپ کو دیا تھا۔ پھر یہاں کی لوکل جماعت احمدیہ نے اس کا کیوں جواب دیا ہے۔ اب آپ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے واپس جانے سے پہلے خود مباحثہ کریں"

غیر احمدیوں نے کبھی کوئی چیلنج نہیں دیا۔ جو جماعت احمدیہ لائل پور نے منظور نہ کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ محرم سنہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

"زمیندار" کے خرمن پر قہرِ خدا کی بجلی

احمدیت کو بستر مرگ پر بتانے والا خود موت کی آغوش میں

عبرت ناک حالت

اخبار "زمیندار" سلسلۂ عالیۂ احمدیہ کے معاندین میں سے ایک ایسا معاند ہے۔ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حق کے مقابلہ میں باطل کے سرنگوں ہونے کی عبرت ناک داستان اپنے اندر رکھتا ہے۔ "زمیندار" بارہا تمام ساز و سامان کے ساتھ مخالف طاقتوں کو پوری طرح مجتمع کر کے۔ اور شرافت و انسانیت کے تمام مقتضیات کو بالائے طاق رکھ کر احمدیت کے مقابلہ میں کھڑا ہوا۔ اور یہ دعوےٰ کر کے کھڑا ہوا۔ کہ احمدیت کو نابود کر کے اس کا نام و نشان مٹا کر رکھ دونگا۔ لیکن ہر بار خدا تعالےٰ کے قہر کی بجلی اس کے خرمن پر گری۔ صاعقۂ ذوالجلال نے اسے جُھلس کر رکھدیا۔ اور وہ طیش شدید میں مبتلا ہو کر سعادت مند اور سعید الفطرت انسانوں کے لئے باعث عبرت بنا۔ بہتوں کے لئے اس کی ناکامی و نامرادی ہدایت کا موجب ہوئی۔ اور اکثروں پر احمدیت کی صداقت کھل گئی ۔

ناکامی باطل کے لئے مقدر ہے

کچھ عرصہ سے "زمیندار" کے طاغوتی منصوبوں میں پھر اُبال آیا۔ اور وہ اپنی تمام سابقہ نامرادیوں اور ذلتوں کو یکسر فراموش کر کے احمدیت کے خلاف نئے سرے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فتنہ و شرارت پھیلانے۔ عوام کو اشتعال دلانے۔ بدزبانی اور افترا پردازی کرنے اور غلاظت اچھالنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ساتھ ہی اس نے یہ دعوےٰ بھی دہرانا شروع کر دیا۔ کہ اس کی معاندانہ جدوجہد کے نتیجہ میں اب احمدیت دُنیا میں چندروز کی مہمان ہے اور بستر مرگ پر پڑی ہے۔ لیکن جب اس کی شوخی و شرارت حد سے بڑھنے لگی۔ اور اس کا فتنہ پھیلنے لگا۔ تو خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کا جلوہ ایک بار پھر دکھایا۔ اور ظاہر کر دیا۔ کہ باطل خواہ کتنے ہی زور شور سے حق پر حملہ آور ہو۔ دُنیادی۔ اور ظاہری طور پر خواہ وہ کتنا ہی طاقتور نظر آئے۔ ناکامی و نامرادی کے ساتھ ذلت اور خواری اسی کے لئے مقدر ہے ۔

بم کس کے سر پر پھٹا

یہ عبرت ناک اور سبق آموز حقیقت مختصر طور پر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اور بتایا جاتا ہے۔ کہ وہ "زمیندار" جو بالفاظ خود احمدیت کے خلاف آندھی بن کر اٹھا کس طرح دیکھتے ہی دیکھتے بگولہ بن کر اڑ گیا۔ اور جو بم وہ احمدیت کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اور جس کے متعلق اس نے دعوےٰ کیا تھا۔ کہ ؎

غیب سے کانوں میں پہنچی ہے یہ اڑتی سی خبر
قادیاں کے سر پہ پھٹنے کو ہے بم اسلام کا

وہ کیونکر خود اس کے سر پر پھٹا۔ اور اسے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا گیا ۔

"زمیندار" کے طومارِ خرافات میں سے کچھ

اگرچہ احمدیت کے خلاف "زمیندار" کے حیل و مکائد کا اسی کے صفحات سے ایک طومار جمع کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس قسم کے ادعا بھی بکثرت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں اس نے احمدیت کو مٹا دینے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ہم انہیں نظر انداز کرتے ہوئے اس کی صرف گزشتہ چند دنوں کی خرافات کا حوالہ دے کر ان کا انجام پیش کریں گے ۔

مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے قلم سے "زمیندار" ۱۸ مارچ سنہ ۳۴ء سے بڑے زور شور کے ساتھ "قادیانیت بستر مرگ پر" کے عنوان سے ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا۔ جو ۲۲ مارچ تک طوالت پذیر ہوا۔ اول تو اس سلسلۂ مضامین کا عنوان ہی بتا رہا ہے۔ کہ کن خیالات اور کن تمناؤں کو پیش نظر رکھ کر اسے ترتیب دیا گیا۔ لیکن جو کچھ اس کے اندر لکھا گیا۔ اس میں نہایت خیرہ چشمی سے اپنی کامیابی اور احمدیت کی ناکامی ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور یہاں تک لکھدیا گیا۔ کہ:-

"قادیانی سیاسیات کی جان۔ اس کی تبلیغی سرگرمیاں ہیں۔ تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح کی بارگاہِ معلیٰ سے یہ فرمان واجب الاذعان شرفِ اصدار لایا۔ کہ ہر وہ شخص جس کی ارادت کے کان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا حلقہ پڑا ہوا ہے اپنے آقا و مولا کا پیغام ہر مسلمان کہلانے والے کا فر تک پہنچائے۔ اور یہ تبلیغ کفار کے گھروں میں جا کر کی جائے۔ خصوصاً ظفر علیخاں اور ثناء اللہ جیسے سرپستانِ ازلی کے گھروں میں گھس کر فروہی کی جائے۔ اسی کے ساتھ بطریق انداز و لہجہ تحدی مسلمانوں سے خطاب کیا گیا۔ کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کی ساعت سر پر آپہنچی۔ ہم بحکم خدائے قادیان غالب آنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ تم ذلیل اور خوار اور مغلوب ہونے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ ہم کونے کی اینٹ ہیں۔ جس کھوپری پر یہ اینٹ گرے گی۔ اُسے کچلنا چور کرے گی۔ اور جو کھوپری اس اینٹ سے ٹکرائے گی۔ وہ پاش پاش ہو جائے گی ۔

میں نے اور دوسرے مسلمانوں نے بحول اللہ و قوتہٖ اس الٹی میٹم کو قبول کر لیا۔ جنگ شروع ہوئی۔ پہلے حملہ میں ظاہر بینوں کو قادیان غالب نظر آیا۔ مجھے۔ اور میرے رفقار کو زندانِ فرنگ کی صعوبتیں نصیب ہوئیں۔ مسلمانوں کے قلوب پر قادیان کا رعب چھا جانے لگا۔ لیکن جلد ہی خدائے بزرگ و برتر کی رحمت کے نور کے سامنے یہ ساری تاریکیاں کافور ہو گئیں۔ اسلام اپنی پوری جمالی اور جلالی شان کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور اس کی ایک ہی جاں گسل یلغار کے ساتھ قادیانیت نے راہِ فرار اختیار کی۔ پاپائے قادیان کی ساری لن ترانیاں دھری کی دھری رہ گئیں۔ ان کی مصیبتوں۔ اور پریشانیوں کا دَور شروع ہو گیا" ۔ (زمیندار ۲۰۔ مارچ)

الٰہی سلسلوں میں مصیبتوں اور پریشانیوں کا دَور

خلاصہ یہ کہ احمدیت کے مقابلہ میں مولوی ظفر علی صاحب نے اب کے جو "جنگ" شروع کی۔ اس کے پہلے حملہ میں گو "قادیان غالب نظر آیا" لیکن جلد ہی مولوی صاحب کی "ایک ہی جاں گسل یلغار کے ساتھ قادیانیت نے راہِ فرار اختیار کی"۔ اور جماعت احمدیہ کی "مصیبتوں اور پریشانیوں کا دَور شروع ہو گیا" گویا مصیبتوں۔ اور پریشانیوں کا دَور شروع ہو جانا مولوی ظفر علی صاحب کے نزدیک اس بات کا ثبوت بن گیا۔ کہ "قادیانیت بستر مرگ پر" پڑی ہے قطع نظر اس سے کہ سنت اللہ کے ماتحت تمام الٰہی سلسلوں کے لئے مصیبتوں اور پریشانیوں کے دَور کا شروع ہونا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ یہ دَور فخر موجودات سرورِ دوعالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی شروع ہوا۔ اور اس شدت کے ساتھ شروع ہوا کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ

آپ کو قبول کر کے اپنی جان و مال آپ پر نچھاور کرنے والوں کو اپنی اس سنت سے اس طرح آگاہ کیا۔ کہ امحسبتم ان تدخلوا الجنۃ و لما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء و زلزلوا حتیٰ یقول الرسول والذین اٰمنوا معہٗ متیٰ نصر اللہ (۲-۲۱۰)

یعنی کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تک تمہاری وُہ حالت نہیں ہوئی۔ جو تم سے پہلوں کی ہوتی رہی ہے۔ اور وُہ حالت یہ ہے۔ کہ ان کو مصیبتیں اور دکھ پہونچے۔ اور انہیں یہاں تک پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ کہ رسول اور وُہ لوگ جو اس پر ایمان لائے۔ پکار اُٹھے۔ کہ کب اللہ کی نصرت حاصل ہو گی۔

اس ارشادِ خداوندی سے ظاہر ہے۔ کہ ہر نبی کے ماننے والوں کے لئے مصیبتوں اور پریشانیوں کا دَور آنا ضروری ہے۔ اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا۔ جس کے پیروؤں پر ایسا دَور نہ آیا ہو۔

جماعت احمدیہ کی صداقت کا ثبوت

پس جماعت احمدیہ جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس پر مصیبتوں اور پریشانیوں کے دَور کا آنا اسی سنت اللہ کے ماتحت ہے۔ جس کا ظہور ہر الہٰی سلسلہ کے لئے خدا تعالےٰ نے ضروری قرار دیا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کے حق پر ہونے کا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ اور کوئی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان اور خاص کر اسلامی تعلیم سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا انسان اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ "قادیانیت بستر مرگ پر" پڑی ہے۔

جماعت احمدیہ کے عزائم

ہاں اگر جماعت احمدیہ کی مصیبتیں اور پریشانیاں اس کے بڑھنے اور ترقی کرنے کے عزائم و ارادوں میں تزلزل پیدا کر دیں۔ دُنیا کی مخالفتیں اسے مرعوب کر دیں۔ تو بے شک کہا جاسکتا ہے کہ "قادیانیت نے راہِ فرار اختیار کر لی"۔ لیکن کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ ایک طرف تو مولوی ظفر علی صاحب جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر اپنے خاص انداز میں کرتے ہُوئے احمدیوں کی طرف سے اپنے ہم خیالوں کو یہ تحدی سُناتے ہیں۔ کہ "ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کی ساعت سر پر آپہنچی۔ ہم بحکم خدائے قادیان غالب آنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ تم ذلیل و خوار اور مغلوب ہونے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ ہم کونے کی اینٹ ہیں۔ جس کھوپری پر یہ اینٹ گرے گی۔ اسے چکنا چور کر دے گی۔ اور جو کھوپری اس اینٹ سے ٹکرائے گی۔ وُہ پاش پاش ہو جائے گی"۔ لیکن دوسری طرف عقل و فکر کو بالائے طاق رکھ کر انبیاء کے ماننے والوں کے متعلق خدا تعالےٰ کی سنت کو قطعاً نظر انداز کر کے۔ اور سابقہ امتوں حتیٰ کہ سید ولد آدم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی امت کو جسے خدا تعالےٰ نے خیر امۃ کا لقب عطا فرمایا۔ پیش آنے والی مصیبتوں اور پریشانیوں کو نظر انداز کر کے محض اس لئے "قادیانیت بستر مرگ پر" قرار دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک جماعت احمدیہ کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دَور شروع ہو گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی غیر معمولی کامیابی

پھر اگر جماعت احمدیہ کے اپنی فتح اور کامیابی کے متعلق محض ارادے ہی ارادے ہوتے۔ دُنیا کے سامنے ان کے نتائج نہ ہوتے۔ باقی دُنیا تو الگ رہی۔ اگر مولوی ظفر علی صاحب ایسا معاند خود بھی جماعت احمدیہ کی ترقی اور کامیابی کے شاندار نتائج سے آگاہ نہ ہوتا۔ تو وُہ جو چاہتا۔ کہتا۔ لیکن کیا ہی مزے کی بات ہے۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب ایک طرف تو جماعت احمدیہ کی شاندار کامیابی اور ترقی سے حیرت زدہ ہو کر بحسرت یہ اعتراف کر چکے ہیں۔ کہ

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں۔ کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ویکاٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ غلام احمد قادیانی کی (معاذ اللہ) خرافات واہیہ پر اندھا دُھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں"۔ (زمیندار ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء) اور دوسری طرف یہ خیال کر کے کہ "جماعت احمدیہ کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دور شروع ہو گیا"۔ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "قادیانیت بستر مرگ پر"۔ حالانکہ اگر وُہ ذرا بھی عقل و سمجھ سے کام لیتے۔ اور ضد و تعصب میں بالکل اندھے نہ ہو جاتے۔ تو انہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ مصیبتوں اور پریشانیوں کے دور کے باوجود جماعت احمدیہ کا اپنی ترقی کے ذریعہ انہیں حیرت زدہ بنا دینا احمدیت کی زندگی کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایسا زبردست ثبوت۔ جس سے تمام گذشتہ انبیاء اور ان کے سلسلوں کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

بہرحال ان حقائق اور ثابت شدہ صداقتوں کا اندھا دُھند اور آنکھیں بند کر کے انکار کرتے ہوئے۔ اور ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہُوئے مولوی ظفر علی صاحب نے "قادیانیت بستر مرگ پر" کا جو سراسر جھوٹا ادعا "زمیندار" کے صفحات پر کیا۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے جن خرافات سے "زمیندار" کے صفحات ملوث کئے۔ ان میں سے ایک آدھ کے ذکر سے ہی مضمون طویل ہو گیا۔ اس لئے بقیہ ذکر اور پھر "زمیندار" کا انجام انشاء اللہ دوسرے مضمون میں پیش کیا جائے گا۔

آسمان سے خُون کی بارش

چونکہ عام طور پر لوگ مادہ پرستی میں مبتلا ہو کر اپنے خالق و مالک خدا سے غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اس کی قدرتوں کا کھُلم کھُلا انکار کر رہے ہیں۔ اس لئے قدرتِ خداوندی سے پے بہ پے ایسے حادثات رونما ہو رہے ہیں۔ جن کے سامنے مادیات کے پرستار بالکل دم بخود ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے کئی سال قبل جو یہ فرمایا تھا۔ کہ "ایک تباہ کن زلزلہ کے ساتھ" اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وُہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا"۔ یہ حرف بحرف پورا ہو رہا ہے۔

بہار کے ہولناک زلزلہ کے بعد اس وقت تک کئی ایک آفات زمین اور آسمان سے ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور اب بھی ان کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ الہ آباد کی ۲۱ اپریل کی خبر مظہر ہے۔ کہ وہاں کے انگریزی اخبار پاؤنیر میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ ضلع گورکھپور کے ایک گاؤں کے دو ایکڑ رقبہ میں خون کی بارش ہوئی ہے۔ بارش رات کو ہوئی۔ صبح تمام زمین خون سے سُرخ ہو رہی تھی۔ گاؤں کے لوگ اس واقعہ سے بے حد خوف زدہ ہو گئے۔ مقامی سب انسپکٹر پولیس اور پٹواری نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے"۔ (ریپٹ ۲۳ اپریل)

اس قسم کے غیر معمولی حادثات غافل انسانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ کاش لوگ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنے خالق کے آستانہ پر جھکیں۔ تا دُنیا میں آرام کی زندگی بسر کرنے کے علاوہ مرنے کے بعد بھی خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

سر سکندر حیات خاں کے عہد کی خوشگوار یادگار

زمینداران پنجاب کی حالتِ زار جہاں اس بات کی متقاضی ہے کہ سُود خواروں کے آہنی پنجہ سے انہیں نجات دلائی جائے۔ وہاں اس امر کی بھی محتاج ہے۔ کہ سرکاری محاصل میں کمی کی جائے۔ اور کافی کمی کی جائے کیونکہ آبیانہ اور مالیہ کی موجودہ شرح جس وقت مقرر کی گئی تھی۔ اس وقت اجناس بہت زیادہ گراں تھیں۔ اور زمینوں کی قیمتیں بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ لیکن اب ان میں بہت کمی واقعہ ہو چکی ہے۔ ایسی حالت میں آبیانہ اور مالیہ میں تخفیف نہ ہونا انصاف کے خلاف ہے۔

گذشتہ سال حکومتِ پنجاب نے کونسل کے سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں کی ایک تحقیقاتی کمیٹی اس لئے مقرر کی تھی۔ کہ شرح آبیانہ پر اس بات کو پیش نظر رکھ کر غور کرے۔ کہ زمین کی پیداوار کے نرخ بہت گر گئے ہیں اور مستقبل قریب میں نرخوں کے بڑھنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ حال میں اس کمیٹی کی رپورٹ پر گورنر پنجاب ہز ایکسی لنسی سر سکندر حیات خاں صاحب با اجلاس کونسل نے غور و خوض کرنے کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ آئندہ چار سال کے لئے گندم۔ مکئی۔ کپاس اور چاول کی کاشت کے لئے آبیانہ کی شرح میں کمی کر دی جائے۔ حکومت پنجاب کے اس فیصلہ سے ان زمینداروں کا جو نہروں سے پانی حاصل کر کے کاشت کرتے ہیں ۳۶ لاکھ ۱۷ ہزار روپیہ سالانہ کم ہو جائیگا۔ اور اس فیصلہ کا اطلاق ۳۴-۱۹۳۳ء کی فصل ربیع سے کیا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

تربیت کا صحیح طریق تبلیغ ہی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ اپریل ۳۴ء بمقام لاہور

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

جس قدر انبیاء اور مامورین دنیا میں آتے ہیں۔ ان کا

سب سے پہلا کام تبلیغ

ہوتا ہے۔ اور تبلیغ کے ذریعہ جو لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کی وہ

علمی اور عملی تربیت

بھی کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء کی تبلیغ تربیت نفس کا پہلو بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور وہ ایسے دلائل اختیار کرتے ہیں جو مذہب کی صداقت کے ثبوت کے ساتھ ساتھ

اصلاح نفس

بھی کرتے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی شخص اس مذہب کی حقیقت معلوم کر کے اس میں داخل ہوتا ہے۔ تو ساتھ ہی اس کے نفس کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں۔ تو عیسائیوں ہندوؤں غیر احمدیوں۔ سکھوں۔ یہودیوں غرض ہر قوم کو آپ نے مخاطب کیا۔ اور تبلیغ کی۔ لیکن وہ طریق جو آپ سے پہلے رائج تھا۔ اسے چھوڑ دیا۔ آپ کی کتابوں اور ڈائریوں کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر

تبلیغی روح

کی جو کمی تھی۔ آپ نے اس میں جوش نہیں پیدا کیا۔ اس کے لئے

کسی مامور کی ضرورت

نہیں ہوا کرتی۔ کوئی جوشیلا شخص اٹھتا ہے۔ اور مردہ قوم کے دلوں میں جوش پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نے

طرز تبلیغ

کو بدل دیا ہے۔ آپ بھی دعوے سے پہلے اسی

پرانے رنگ کی اتباع

کرتے تھے۔ چنانچہ سرمہ چشم آریہ میں بحث کی بنیاد اگرچہ ایک حد تک مختلف ہے۔ مگر تھوڑی سی ترمیم اور غلطیوں کو دور کرنے کے بعد حقیقتاً پہلے ہی رنگ کو اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک آپ نے دعوے نہیں کیا تھا۔ براہین احمدیہ چونکہ خاص طور پر

الہام الٰہی کے ماتحت

لکھی گئی تھی۔ اس لئے اس میں دوسری تحریروں سے بہت کچھ امتیاز نظر آتا ہے۔ تاہم

ایک رنگ کا اشتراک

بھی پایا جاتا ہے۔ مگر جب آپ نے دعویٰ فرمایا۔ تو اس وقت سے لیکر وفات تک آپ کی

تحریر و تبلیغ کا رنگ

بالکل جداگانہ ہے۔ دونوں زمانوں کی تحریرات پڑھ کر دیکھ لو۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے کی تحریرات کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ انہیں پڑھنے والے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جائیں مگر بعد میں جو کتابیں آپ نے لکھی ہیں۔ ان کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ سچے مسلمان بن جائیں۔ صرف نام کے طور پر اسلام میں داخل نہ ہوں۔ مونہہ سے کلمہ نہ پڑھیں۔ بلکہ دل سے پڑھیں

فلسفیانہ دلائل اور عقلی بحثیں

بھی بے شک آپ کی تحریروں اور تقریروں میں موجود ہیں۔ مگر بالکل ضمنی طور پر۔ ورنہ انہی دلائل پر زیادہ زور ہے۔ جو

خدا کے قریب کرنیوالے

ہیں۔ دعوے سے پہلے کی تحریرات میں آپ نے یہ بحثیں کی ہیں۔ کہ سبب کیا ہے۔ علت کیا ہے۔ ان کے نتائج کیا ہیں۔ خواص کیا ہیں۔ اور ان سے مذاہب کے متعلق کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے چنانچہ براہین احمدیہ میں اگرچہ اس رنگ کو جو غلط طور پر اختیار کیا گیا تھا۔ رد بھی کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس مضمون کو استعمال بھی کیا ہے۔ سرمہ چشم آریہ میں بھی ایک حد تک اسے استعمال کیا ہے۔ مگر

دعوے کے بعد

یہ سب طریق آپ نے بدل دیئے۔ اس وقت آپ نے

زندہ مذہب اور زندہ خدا

کو پیش کیا ہے۔ یہ نہیں کہا۔ کہ جاؤ جا کر اردگرد رہنے والوں سے پوچھو۔ کہ ان گھروں میں کوئی رہتا ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ کہ آؤ تمہیں دکھاؤں۔ ان میں جو رہتا ہے۔ یہ دلائل ایسے ہوتے ہیں۔ جن سے

تزکیہ نفس

ساتھ ساتھ ہی ہوتا جاتا ہے۔ جو شخص کہتا ہے۔ کہ دنیا کا کوئی خالق ہونا چاہیئے۔ اس میں اور جو خالق کو دکھا دیتا ہے۔ بہت بڑا فرق ہے جو شخص

روح کی حقیقت

دیکھنے کے لئے عقلی دلائل کے پیچھے پڑتا ہے۔ اسے روح کی صفائی کے لئے اور امداد کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ مگر جو خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے۔ وہ روح کے کاموں کو خود محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور خود بخود ہی اس کی

روح کی اصلاح

ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسے کسی مزید دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب کسی کو روح کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ تو ساتھ ہی اسے صفائی کی طاقت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہی

انبیاء کا رنگ

ہوتا ہے۔ وہ بے تعلق اور لغو بحثوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ جو دنیا کی دلچسپی کا تو بے شک موجب ہو سکتی ہیں۔ مگر

تزکیہ نفس کا سبب

نہیں بن سکتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

لیکچر لاہور

جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پڑھا تھا۔ اس میں آپ نے اس مضمون پر بحث کی ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے بچے سے محبت کرنے سے قبل یہ معلوم نہیں کیا کرتا۔ کہ اس کا دل یا جگر کہاں ہے معدہ کہاں ہے۔ کیا اسے بچہ تسلیم کرنے سے قبل ان باتوں کو معلوم کرنا ضروری سمجھا کرتا ہے۔ یا جس وقت بچہ کو اس کے سامنے لایا جائے۔ وہ بغیر ایسی تفصیلات معلوم کرنے کے اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے پھر ان بحثوں میں پڑنے کا کیا مطلب۔ کہ خدا نے کس طرح انسان کو پیدا کیا۔ اس کی

ازلیت و ابدیت

کا کیا مطلب ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا۔ کہ وہ دنیا کا خالق ہے۔ تو یہ سوالات بے معنی ہیں۔ جو غیریت پر دلالت کرتے ہیں۔ جہاں قرب ہو۔

وہاں ایسے سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتے۔ اس طرح انسان تمام لغو بحثوں سے بچ جاتا۔ اور ایسا رستہ اختیار کر سکتا ہے۔ کہ جس سے نہ صرف اس کی عقل و فکر تسلی پا لیتی ہے۔ بلکہ شعور اور حس میں بھی تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے اندر نیک تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا تغیر جو اصلاح کر کے اسے

خدا تعالیٰ کے قریب

کرنیوالا ہوتا ہے۔ یہی طریق ہے جو تمام انبیاء کا ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار کیا۔ اور یہی ہے جو دنیا میں

کامیابی کی راہ

پر چلاتا ہے۔ پس جو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ

انبیاء کا کام

تربیت کرنا ہوتا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ہماری جماعت کے بھی بعض دوست اس خیال کے ہیں۔ کہ ہمیں تبلیغ سے زیادہ تربیت پر زور دینا چاہیئے۔ حالانکہ اس تبلیغ کے ساتھ ہی تربیت ہوتی ہے جب ہم لوگوں کے سامنے زندہ خدا بولنے اور سننے والا خدا اور روزمرہ کے معاملات میں دخل دینے والا خدا پیش کرتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی تربیت بھی ہوتی جاتی ہے۔ اِن انسانوں میں

نقائص اور کمزوریاں

ہوتی ہیں۔ مگر وہ عدم تربیت پر دلالت نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ

تکمیل کے پہلو

ہیں۔ جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اور ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ اصل چیز یہی ہے۔ کہ ایسی اصلاح کی جائے۔ کہ

خدا کی محبت

دل میں پیدا ہو جائے۔ اور جب یہ پیدا ہو جائے۔ تو کمزوریاں آہستہ آہستہ خود بخود دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ

تبلیغ پر زور

دیتے تھے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم نے اعتراض بھی کیا۔ کہ آپ جماعت بڑھانے کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اور تربیت پر زور نہیں دیتے۔ آپ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ اسے کہا۔ کہ تمہاری

روحانی نظر

کمزور ہے۔ ہر شخص جو میرے ذریعہ جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی تربیت ساتھ ہی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ تو

انبیاء کی تبلیغ کا طریق

یہی ہے۔ کہ تربیت ساتھ ساتھ ہوتی جائے۔ وہ زندہ خدا کو پیش کرتے ہیں۔ زمین و آسمان میں اس کی قدرتیں اپنے اور خود زیر تبلیغ لوگوں کے نفوس میں اس کی قدرت کے کرشمے دکھاتے ہیں۔ جنہیں دیکھ لینے کے بعد کس طرح ممکن ہے۔ کہ نفس اسی مقام پر رہ سکے جہاں وہ دیکھنے سے پہلے تھا۔ اس کے اندر یہ تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔

کہ خدا سے ملوں۔ اور اس طرح داخل ہونے والا کبھی غافل نہیں رہ سکتا۔ ایسا محرک اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ جو کبھی اسے لاپروا ہونے نہیں دیتا۔ جس طرح وہ ماں جس کا بچہ کھو گیا ہو۔ یا وہ بچہ جو اپنی ماں سے جدا ہو گیا ہو۔ نیند آنے پر وہ بھی سوتے اور بھوک لگنے پر کچھ بھی کھاتے ہیں۔ مگر

دنیا کی لذتیں

انہیں ایک دوسرے کی محبت سے ہمیشہ کے لئے غافل نہیں کر سکتیں اور غالب خیال ان کے دل میں ایک دوسرے سے ملنے کا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب خدا کے فضلوں کا مشاہدہ کر کے انسان اسے قبول کرتا ہے۔ تو چاہے وہ دنیا کے کام کرے۔ مگر پھر بھی ہمیشہ اس کے دل میں یہی خیال غالب رہے گا۔ کہ ایک منزل مقصود ہے جس کے لئے میں سفر کر رہا ہوں۔ اور ایک مقصد ہے۔ جسے حاصل کرنے کے لئے لگا ہوا ہوں۔ یہ آگ جب لگتی ہے۔ تو

خود بخود اصلاح

کر دیتی ہے۔ دنیا میں دو ہی طریق کسی چیز کے بنانے کے ہیں۔ ایک گھڑ کر اور دوسرے پگھلا کر۔ پگھلا کر سانچے میں ڈھالنے سے بھی اور ہتھوڑے سے کوٹ کر بھی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔

محبت الٰہی کے ذریعہ

جو اصلاح ہو۔ وہ پگھلا کر ڈالنے کی طرح ہوتی ہے۔ اور اعمال کی درستی کر کے جو اصلاح کی جائے۔ وہ ایسی ہے۔ جیسے ریتی سے رگڑ رگڑ کر یا ہتھوڑے سے کوٹ کوٹ کر کوئی چیز بنائی جائے۔ اور بے شک اس طرح بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے لئے لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ لیکن جس طرح پگھلا کر ایک سیکنڈ میں چیز تیار کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح محبت الٰہی کے ذریعہ اصلاح کا طریق فوری ہوتا ہے۔ اور اس میں

تبلیغ اور تربیت

دونوں چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ اس لئے انبیاء تبلیغ پر ہمیشہ زور دیتے ہیں۔ نادان اس پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ کہ اپنی شہرت چاہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ صحیح طریق یہی ہے۔ اس لئے اگر ہم تبلیغ پر زور دیتے ہیں۔ تو ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے نفسوں کی۔ اور دوسروں کی اصلاح ہمارے مدنظر ہوتی ہے۔ یہ بحثیں کہ زمانہ کیا ہے۔ مقام کیا ہے۔ سب

لغو اور فضول بحثیں

ہیں۔ ان میں پڑنے کے بغیر ہر شخص جانتا ہے۔ کہ میں وہاں گیا تھا۔ یا وہاں جاؤں گا۔ اور فلاں وقت جاؤں گا۔ پس کون ہے۔ جو

زمانہ اور مقام

سے واقف نہیں۔ اور جن تفصیلات کا

روحانیت سے کوئی تعلق

نہیں۔ ان میں پڑنے کا فائدہ کیا ہے۔ میں نے اپنی جماعت میں ہی اس کا تجربہ کیا ہے۔

مولوی عمر الدین صاحب شملوی

جنہیں مباحثہ پسند طبائع رکھنے والے لوگ خوب جانتے ہیں۔ اور جو بعض اوقات ہماری طرف سے مباحثات کیا کرتے تھے۔ ان کے متعلق میں ہمیشہ کہا کرتا تھا۔ کہ ان کا انجام مجھے اچھا نظر نہیں آتا وہ ہمیشہ ایسی باتوں میں وقت ضائع کرتے رہتے تھے۔ جن کا انسانی زندگی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ مثلاً یہ کہ خدا نے انسان کو کیسے پیدا کیا۔ ازلیت کے کیا معنی ہیں۔ خدا اور مادہ کا کیا تعلق ہے۔ میں ہمیشہ ان کو سمجھاتا تھا۔ کہ جن باتوں کو سمجھنے کی آپ میں قابلیت نہیں۔ ان میں پڑنے کا کیا فائدہ ہے۔ تمہارا ان باتوں سے کیا تعلق ہے۔ تمہیں تو صرف یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ تمہارے ساتھ

خدا کا معاملہ

کیا ہے۔ مادہ کہاں سے آیا۔ اس سے تمہیں کیا مطلب۔ آخر ایک وقت آگیا۔ کہ ان کو ٹھوکر لگی۔ اور ایسے امر میں لگی۔ کہ درست مذہبی روح رکھنے والے شخص کو ہرگز نہیں لگ سکتی تھی۔ اور اب وہی مسائل جن پر کبھی وہ ہماری طرف سے مباحثات کیا کرتے تھے۔ ان میں ہم سے بحثیں کرتے ہیں۔ حالانکہ آخر وقت تک وہ یہ اقرار کرتے رہے ہیں۔ کہ گو میرے مباہلہ والوں سے تعلقات ہیں۔ مگر جب میں جماعت احمدیہ سے مسائل میں پورا پورا اتفاق رکھتا ہوں۔ اور ان کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تو جدا کیسے ہو سکتا ہوں۔ مگر ان کی اس قسم کی باتیں اس امر کا ثبوت تھیں۔ کہ انہوں نے جو کچھ سمجھا تھا۔ عقلی طور پر سمجھا تھا۔ روحانی طور پر کچھ حاصل نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے آخر ٹھوکر کھا گئے۔ پس

تبلیغ کا حقیقی طریق

یہی ہے۔ کہ وہ نشان جو زندہ خدا نے ظاہر کئے۔ انہیں اپنی زندگیوں میں اور مخالفوں کی زندگیوں میں دکھائیں۔ اور اس طرح جو شخص سلسلہ میں داخل ہو گا۔ اس کے اندر

خدا تعالےٰ کی محبت

کی آگ سلگ جائے گی۔ اور باوجود کمزوریاں رکھنے کے وہ خدا کا مقرب ہو جائے گا۔ اس کی مثال ایسے بیمار کی سی ہو گی جو تندرستی کی طرف آرہا ہو۔ جب بیماری گھٹنے لگتی ہے۔ تو اگرچہ تکلیف موجود ہوتی ہے۔ مگر بیمار صحت کی طرف آرہا ہوتا ہے۔ اور اس لئے وہ تندرست کہلا سکتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص بظاہر تندرست نظر آئے۔ مگر بباطن اس کے اندر

بیماری کے جراثیم

پیدا ہو چکے ہوں۔ جو چند گھنٹوں یا چند دنوں میں اسے بیمار کر دینے والے ہوں۔ وہ دراصل بیمار ہے۔ کیونکہ جو بیمار نظر آتا ہے۔ اس کے اندر تندرستی کا مادہ پیدا ہو چکا ہے۔ اور جو تندرست دکھائی دیتا ہے۔ اس کے اندر بیماری کے جراثیم پیدا ہو چکے ہیں۔ پس

جس کے دل میں

خدا کی محبت

پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ باوجود بیمار اور کمزور نظر آنے کے تندرست ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تندرستی کی طرف آ رہا ہوتا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ میں مکمل طور پر تندرست ہو جائے گا۔

پس یاد رکھو۔ کہ تبلیغ اور سلسلہ حقہ کی تبلیغ سب پہلو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور بہترین کام یہی ہے۔ اسی لئے میں متواتر جماعت کو اس طرف متوجہ کرتا رہتا ہوں۔ اور

لاہور کی جماعت

کو خاص طور پر اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کیونکہ یہاں میں بار بار آتا ہوں۔ یہاں میری ایک شادی بھی ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے مجھے یہ بھی ایک قسم کا اپنا وطن ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ دوستوں نے میری طرف سے بار بار توجہ دلائے جانے کے باوجود ابھی تک وہ رنگ اختیار نہیں کیا۔ جو انہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اور جب بھی میں نے غور کیا ہے۔ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ کمزوری جماعت کی طرف سے ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ نے ہماری

ترقی کے رستے

کھول رکھے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ جو لوگ تبلیغ میں لگے رہتے ہیں۔ انہیں کامیابی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ایسے طریق اختیار کرتے ہیں۔ جن سے اچھے نتائج پیدا ہو سکیں۔ مگر بعض لوگ مونہہ سے ایک دفعہ بات کرنا ہی کافی سمجھ لیتے ہیں۔ اور جب ان کی بات نہ مانی جائے۔ تو پھر ناراض ہو کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کوئی سنتا تو ہے نہیں۔ سنانے کا کیا فائدہ میں پھر جماعت کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ تبلیغ میں اپنی بھی اور دوسروں کی بھی تربیت شامل ہے۔ جسے تبلیغ کی جائے وہ اگر احمدی نہ بھی ہو۔ تو بھی اس کے اندر کچھ نہ کچھ تغیر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ وہ

عبادت اور دعا

شروع کر دے گا سلسلہ کے خلاف شرارت اور بدزبانی کرنا چھوڑ دے گا۔ پس دوستوں کو صحیح طریق سے اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو لوگ مواقع سے بہتر فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ان کے

دلوں پر زنگ

لگ جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے مہیا کردہ سامانوں سے فائدہ اٹھانا بہت ضروری ہوتا ہے۔ میں

لاہور کے کارکنوں سے

کہتا ہوں۔ کہ سنجیدگی سے اس طرف دھیان دیں۔ کیونکہ جو لوگ باتیں سنتے۔ مگر ان پر عمل نہیں کرتے۔ ان کے قلوب زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ میں نے یہاں اتنی دفعہ دوستوں کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ کیا ہے۔ کہ اب بھی اگر انہوں نے توجہ نہ کی۔ تو ان کے دلوں پر زنگ لگ جائے گا۔ سوتے ہوئے انسان کو نماز کے لئے جگانے کی خاطر تم ایک آواز دیتے ہو۔ دو تین دیتے ہو۔ لیکن جب دیکھتے ہو۔ کہ وہ ضد سے لیٹا ہوا ہے۔ تو اسے چھوڑ دیتے ہو۔ کہ اگر وہ دیدہ دانستہ

عبادت سے محروم

رہنا چاہتا ہے۔ تو رہے۔ اسی طرح جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ بیدار کرتا ہے۔ اور وہ توجہ نہیں کرتے۔ پھر وہ ان کے

دلوں پر مہر

لگا دیتا ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ اس طرف توجہ کی جائے۔ اور تبلیغ کا صحیح طریق اختیار کیا جائے۔ لاہور میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑی جماعت ہے۔ اس وقت بھی کئی سو دوست یہاں موجود ہیں۔ اور کئی سو ایسے ہوں گے۔ جو دفاتر میں چھٹی نہ ہونے یا بہت دور ہونے کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہاں کم از کم

دو ہزار کے قریب احمدی

ہوں گے۔ اور اتنی بڑی جماعت قادیان سے باہر جہاں ۶ ہزار احمدی ہیں۔ کہیں نہیں ہوگی۔ مگر اتنی بڑی جماعت سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ جتنا اٹھایا جانا چاہیئے۔ اس کا ایک طریق یہ ہے۔ کہ میری موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کارکن ایک اجلاس کریں۔ اور پھر میری موجودگی میں ایک جنرل اجلاس کیا جائے۔ اور ایک سکیم تجویز کر کے

ہر شخص کے ذمہ ایک کام

لگایا جائے۔ یہ طریق کام کرنے کا ہے۔ لیکن اگر ہر شخص یہ سمجھ لے۔ کہ تو را شنان سو مورا شنان۔ تو پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔

جماعت کے امرا کا فرض

ہے۔ کہ وہ دیکھیں۔ ہر فرد جماعت کام کر رہا ہے یا نہیں۔ اور جو نہ کریں۔ انہیں سمجھائیں تنبیہ کریں۔ اور پھر بھی کوئی سستی ترک نہ کرے۔ تو

میرے پاس رپورٹ

کریں۔

عضو معطل

ترقی میں روک ہوتا ہے۔ اور اس کا کاٹ دیا جانا ہی مفید ہوتا ہے۔ مگر جب تک ہر فرد تک امیر جماعت پہنچتا۔ اور اسے بیدار کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس وقت تک دوسرا مورد الزام نہیں ٹھہر سکتا۔ میں نے دیکھا ہے۔ عام طور پر امراء

افراد کی حالت

سے واقف ہی نہیں ہوتے۔ حالانکہ ابھی جماعتیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔

جلسہ کے موقعہ پر جب امراء جماعتوں کو مجھ سے ملاقات کرانے کے لئے لاتے ہیں۔ تو چند بڑے بڑے آدمیوں کا نام بتا کر باقیوں کے متعلق دوسروں سے کہتے ہیں۔ کہ ان کا تعارف کرائیں۔ میں جماعت کے کم سے کم

دس ہزار افراد سے واقف

ہوں۔ اور کوئی ایسی جماعت نہیں ہے۔ جس میں دس ہزار آدمی ہوں۔ بلکہ کوئی جماعت تین چار ہزار کی بھی نہیں۔ سوائے قادیان کے جہاں ۶ ہزار احمدی ہیں۔ مگر

امراء کی واقفیت

کا یہ حال ہے۔ کہ سو پچاس کی جماعت میں سے بھی صرف نصف کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔

امراء کا فرض

ہے۔ کہ ہر شخص کے کام اور اس کے حالات سے آگاہ ہوں ساری جماعت کے

ماہوار اجتماع

کا انتظام کریں۔ اور سب دوستوں سے شناسائی پیدا کریں۔ وہ ایک دفعہ بھولیں گے۔ دوسری دفعہ بھولیں گے لیکن آخر ان کو یاد ہو جائے گا۔

حکیم محمد حسین صاحب مرحوم

احباب سے خوب واقف رہتے تھے۔ مگر اب تو میں نے دیکھا ہے۔ زیادہ سے زیادہ

چندہ لینے والے

واقف ہوں گے۔ کیونکہ ان کو ہر ایک کے پاس جانا پڑتا ہے۔ مگر وہ واقفیت تربیت کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کمزور لوگ چندہ والے کو دیکھ کر ہی دوسرے رستے سے نکل جاتے ہیں۔ لیکن امیر اگر ہر ایک سے

واقفیت حاصل کرنے کی کوشش

کرے۔ تو اسے لوگ محسوس کریں گے۔ اور اس کا اچھا اثر ہوگا۔

پس ایک تو

کارکنوں کا جلسہ

کیا جائے۔ بلکہ اور بھی دس پندرہ دوستوں کو اس میں شامل کر لیا جائے۔ کیونکہ کارکن تھوڑے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ایک

جنرل میٹنگ

کی جائے۔ اور فرداً فرداً

تبادلہ خیالات

کر کے ہر ایک کے سپرد کام کیا جائے۔ میں بھی شائد

پانچ چھ دن

یہاں ہوں۔ اور جماعت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس طرح کام کریں۔ کہ جب میں پھر یہاں آؤں۔ تو بجائے اس کے کہ پھر اسی بات کی طرف توجہ دلاؤں یہ دیکھوں۔ کہ جن کے سپرد جو کام کیا گیا تھا۔ اسے انہوں نے

پوری سرگرمی سے

کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر

صحیح طریق پر کام کیا جائے

تو تھوڑے ہی عرصہ میں جماعت دوگنی ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے۔ میرا اندازہ غلط ہو۔ اور میں نے بہت سرگرم کارکن دیکھے ہوئے ہوں۔ کہتے ہیں۔

خلفاء بغداد کے زمانہ میں

ایک حجام کو کسی امیر نے پانصد اشرفیاں دیں۔ وہ ہر وقت ان کو ساتھ لئے پھرتا۔ امراء دل لگی کے لئے اس سے پوچھتے۔ کہ سناؤ شہر کا کیا حال ہے۔ تو وہ کہتا بہت اچھا ہے۔ کوئی کمبخت ایسا نہ ہوگا۔ جس کے پاس

پانصد اشرفیاں

نہ ہوں۔ آخر انہوں نے اسے ستانے کے لئے ایسا کیا۔ کہ جب وہ ایک امیر کے ہاں حجامت بنانے گیا۔ تو اس کی تھیلی اڑائی گئی۔ اس کے بعد اس سے پوچھتے۔ کہ شہر کا کیا حال ہے تو وہ کہتا۔ کہ شہر بھوکا مر رہا ہے۔ آخر اس کی تھیلی اسے دے دی گئی۔ کہ یہ لے لو اور شہر کو بھوکا نہ مارو۔ تو ممکن ہے۔ مجھے غلط فہمی ہو بلکہ میری غلطی ہو۔ لیکن اگر دوگنا نہ سہی تو ڈیوڑھی یا سوائی ہی سہی اور اگر جماعت سوائی بھی ہر سال ہونے لگے۔ تو چار سال میں دگنی ہو سکتی ہے۔ پھر ہمارے ملک میں تو

سود در سود

کا رواج ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ تبلیغ میں ہم اسے مدنظر نہ رکھیں۔ اس طرح پھر اس دوگنی کا سوایا ہوگا۔ اور دس سال میں جماعت

دس بیس گنا زیادہ

ہو سکتی ہے۔ ترقی کے لئے رستہ کھلا ہے۔ مگر افسوس کہ پوری توجہ نہیں کی جاتی۔ اس لئے میں جماعت کے دوستوں کو بالعموم اور

امیر صاحب جماعت لاہور

کو بالخصوص اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔ وہ نوجوان آدمی ہیں اچھی طرح چل پھر سکتے اور کام کر سکتے ہیں۔ یہ ان کی صحت کے لئے بھی مفید ہوگا۔ کیونکہ جس کام سے دلچسپی پیدا ہو جائے۔ اس کا کرنا صحت کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔

صحت کی خرابی کے باوجود

جب کوئی کام آ پڑے۔ تو میں اسے ضرور کرتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک غیر احمدی مجھ سے ملنے آئے۔ اب تو وہ مخلص احمدی ہیں۔ کہنے لگے ایک چیز میری سمجھ میں نہیں آتی۔ آپ ہمیشہ کہتے ہیں۔ میں بیمار ہوں۔ گلا خراب ہے۔ مگر پھر بھی چھ چھ گھنٹے تقریریں کرتے رہتے ہیں۔ یا تو یہ سارا فریب ہے۔ یا پھر کوئی خاص دوائی آپ کو معلوم ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے۔ اور جب دلچسپی پیدا ہو جائے۔ تو وہ بھی

صحت میں ترقی

کا موجب ہوا کرتا ہے۔ اس لئے امیر صاحب اگر دلچسپی لیں تو سلسلہ کا کام ان کے لئے ورزش کا کام بھی دے گا۔ میں ابھی کچھ دن یہاں ہوں۔ پیر تک پتہ لگیگا۔ کہ میری لڑکی کا اپریشن ہوگا یا نہیں۔ اگر نہ ہوا تو بھی اور ہوا تو بھی چار یا پانچ دن بعد میں رہ کر چلا جاؤں گا۔ امید ہے۔ یہاں کے دوست

میری موجودگی سے فائدہ

اٹھائیں گے۔ اور کام شروع کر دیں گے۔ اور اگر وہ اس طرح کریں۔ تو ممکن ہے۔ آئندہ آ کر پھر ایسا ہی خطبہ پڑھنے کی بجائے میں کام کرنے والوں سے دریافت کر دوں۔ کہ وہ کس قدر کام کر رہے ہیں۔ اس کے بعد جو اندازہ میں کر سکونگا۔ کہ تبلیغ کا میدان کس قدر وسیع ہے۔ وہ زیادہ صحیح ہوگا۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

ایک احمدی مشنری کا ذکر ایک امریکن اخبار میں

امریکہ کے ایک اخبار سیڈر ریپڈس گزٹ یکم فروری ۱۹۳۳ء نے صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے احمدی مبلغ امریکہ کے سیڈر ریپڈس شہر میں براستے تبلیغ اسلام آنے پر جو حالات شائع کئے۔ ان کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔

لوگوں کو داخل اسلام کرنے کے لئے صوفی بنگالی ایم اے ہندوستانی مشنری اور جماعت احمدیہ امریکہ کے امام گذشتہ شنبہ کے روز یہاں پہنچے۔ آپ کی شوخ سبز رنگ کی پگڑی اور سیاہ مونچھیں آپ کو دوسروں سے نمایاں کرتی ہیں۔ یہاں جو ستر مسلم خاندان آباد ہیں۔ ان کی خاطر آپ پرائیویٹ تبلیغی مجالس منعقد کر رہے ہیں۔ اور کوشش ہو رہی ہے۔ کہ کم سے کم ایک پبلک جلسہ بھی منعقد کیا جائے۔ آپ کا بیان ہے۔ کہ عیسائیت اپنے اصلی مقام سے گر چکی ہے۔ صوفی صاحب نے بیان کیا۔ کہ مسٹر رحیس رنگرم جو متحرک تصاویر کے مشہور ڈائرکٹر ہیں۔ اور جن کے زیر اہتمام Four "The Horsemen of Apocalypse" اور "Garden of Allah" کی فلمیں تیار ہوئی ہیں۔ امریکہ کے تین ہزار نو مسلموں میں سے ایک ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ اسلام جسے غلطی سے محمڈن ازم کہا جاتا ہے یہ سکھاتا ہے کہ کامل طور پر پر امن زندگی اور ابدی راحت حاصل کرنے کے لئے انسان کو چاہیئے۔ کہ پورے طور پر اپنے آپ کو خدا کی رضا کے تابع کر دے۔ نیز یہ کہ صرف ایک ہی خدا کی پرستش کرنی چاہیئے اور تمام روحانی پیشواؤں پر ایمان لانا چاہیئے۔ جن میں موسیٰ عیسیٰ۔ کرشن۔ بدھ اور کنفیوشس سب شامل ہیں۔ آپ نے کہا کہ عیسائیت نے تثلیث اور کفارہ کے عقائد اختیار کر کے یسوع مسیح سے انحراف اختیار کر لیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ تمام مذاہب کی بنیاد خدائے واحد کی عبادت پر ہے۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ جب بھی دنیا راہ راست سے بھٹکنا شروع ہوتی ہے۔ خدا کسی نبی کو مبعوث کر دیتا ہے۔ جو ممکن ہے۔ تمدنی لحاظ سے مختلف ہو۔ مگر اس کی تعلیم لازماً یہی ہوتی ہے۔ کہ ایک خدا کی عبادت کی جائے۔ اس زمانہ کے نبی حضرت میرزا غلام احمد ہیں۔ جن کو ہم مسیح موعود اور روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ یہ جری اللہ فی حلل الانبیاء اس لئے دنیا میں مبعوث ہوا۔ کہ قرآن کریم کی آخری اور ابدی تعلیم کا احیاء کرے۔ آپ ہی حقیقی اور صحیح اسلام کے نمائندہ ہیں آپ کا مقصد یہ ہے۔ کہ بنی نوع انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچائیں۔ اور مختلف مذاہب اور اقوام عالم میں صلح اور آشتی اور محبت کریں۔

حضرت احمد علیہ السلام قادیان پنجاب انڈیا میں رہتے تھے۔ اور صوفی صاحب وہیں سے ساڑھے پانچ سال قبل بطور مشنری یہاں آئے ہیں۔ مسیح موعود کے خلیفہ ثانی اور جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں۔ جن کے زیر ہدایات دنیا کے مختلف حصص میں مشنری بھیجے گئے ہیں۔

اجودھیا کی بابری مسجد اور ہندو

من نمے گویم کہ ایں یا آن کن ٭ ہرچہ خود مے خواہی اے جانان کن

اخبار ہندو کا ایک اقتباس

مجھے بعض مصروفیات کی وجہ سے اخبارات کے مطالعہ کے لئے بہت کم وقت مل سکتا ہے۔ اور بمشکل ایک دو اخبار روزانہ باقاعدہ دیکھ سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ اخبارات کی طرف متوجہ ہونا۔ بحالات موجود چونکہ میرے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے میں ہندو بھائیوں کے افکار سے بلا واسطہ واقفیت نہیں حاصل کر سکتا۔ اور صرف انہی اخبارات کی وساطت سے جو میں بلاناغہ مطالعہ کرتا ہوں۔ مجھے ان کے خیالات کا کسی حد تک علم ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ اخبار انقلاب کے مطالعہ سے "اجودھیا کے مسلمانوں کی شکایت" کے زیر عنوان بھائی پرمانند جی کے اخبار "ہندو" کا ایک اقتباس میری نظر سے گذرا۔ اس اقتباس نے مجھ پر اتنا اثر کیا۔ کہ اگر عمل جراحی کے ذریعہ میرا سینہ چاک کر کے دل جگر اور پھیپھڑا دیکھے جائیں۔ تو ممکن ہے۔ کہ وہ زخم نظر آجائیں جن کا اس صدمہ سے ہونا یقینی ہے۔ اگرچہ اس مختصر عبارت کے صرف پڑھنے سے ہی مجھ پر اتنا اثر ہوا۔ تاہم میرے لئے اسے یہاں لکھنے کے بغیر چونکہ چارہ نہیں۔ اس لئے وہ اقتباس مجبوراً ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ وھو ھذا

"اس پوتر زمین پر خاص کر اس جگہ پر جہاں بھگوان پیدا ہوئے مسلمانوں کے مسجد بنانے کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے دیکھ کر ہندوؤں کے دل کو ہمیشہ ٹھیس لگتی رہے۔ جو مسلمان اصحاب ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں ہیں۔ یا کم سے کم جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں چاہئیے۔ کہ یہاں سے مسجد ہٹا دیں"

اخبار ہندو کے الفاظ کا مطلب

یہ صرف دو فقرے ہیں جن میں سے پہلا "اس پوتر زمین" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ ان الفاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ مضمون نگار نے لفظ "اس" سے ہندوستان مراد لے کر یہ ذہن نشین کرایا ہے۔ کہ اول تو خاک پاک ہند پر ہی کوئی مسجد بنانا "ہندوؤں کے دل کو ٹھیس" لگاتا ہے۔ پھر چہ جائیکہ "اس جگہ" پر یعنے اجودھیا جیسی پاک زمین پر (نعوذ باللہ) مسجد جیسی ناپاک عمارت کھڑی کی جائے۔ اس فقرہ کا یہ مفہوم میرے ذہن نشین ہو جانے کے بعد دوسرے فقرہ کے مضمون سے میں یہ سمجھا۔ کہ مقالہ نگار نے مسلمانوں کو ایک مشروط الٹی میٹم دے کر ہندوؤں کو ان کے خلاف آمادہ پیکار ہونے کی تلقین کی ہے۔ چنانچہ آپ نے ان مسلمانوں سے جو آپ کے نزدیک ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں یا کم از کم اس خواہش کا دعویٰ ہی کرتے ہیں۔ یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ اس جگہ سے جہاں بھگوان پیدا ہوئے تھے مسجد ہٹا دیں۔ ورنہ اے ہندوؤ! تیار ہو جاؤ۔ اور اے مسلمانو! خبردار ہو جاؤ۔ کہ اگر تم نے خود اپنی مسجدیں منہدم نہ کر دیں۔ تو ہندو انہیں صفحۂ زمین سے پیوست کر دیں گے ٭

اب میں اس دلآزار عبارت کے دوسرے پہلو کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اخبار ہندو کے مذکورہ فوق مقالہ نگار کی ان دونوں فقروں سے اگر وہی مراد ہے۔ جو میں سمجھا ہوں۔ اور جو ہر وہ شخص خواہ ہندو ہو۔ یا مسلمان۔ جس نے وہ مقالہ پڑھا ہو گا۔ سمجھا ہو گا تو اس صورت میں ہندو بھائیوں سے میں مؤدبانہ درخواست کرنے کے ساتھ ہی حکومت سے بھی عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ میری مندرجہ ذیل گذارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور ان کی طرف پوری پوری توجہ دیں۔ ورنہ جو نتائج پیدا ہوں گے۔ ان کی تمام تر ذمہ داری انہی پر ہو گی ٭

ہندوؤں سے درخواست

میرے پیارے ہندو بھائیو! آپ کو یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام کی سچی تعلیم یہ ہے۔ کہ غیر مذاہب کے بزرگوں۔ پیشواؤں۔ اوتاروں بھگوانوں۔ راہنماؤں۔ مہاتماؤں اور یہاں تک کہ دنیا بھر کے بت پرستوں شجر پرستوں۔ دریا پرستوں۔ سورج پرستوں وغیرہ کے کسی بت کو بھی ہرگز برا نہ کہو۔ اور ان کے معابد کا اپنی مساجد کی طرح احترام کرو۔ اب آپ خود ہی سمجھ لیں۔ کہ اس تعلیم پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے ان کا طرز عمل کیا ہو گا۔ میرے پیارے ہندو بھائیو! یہی تعلیم ہے۔ جس کی وجہ سے آج میں رام چندر جی مہاراج کا نام نامی بغیر اس کے نہیں لے سکتا۔ کہ میں آپ کے اسم گرامی کے ساتھ آپ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے "علیہ السلام" کے الفاظ استعمال کروں جن کے معنی یہ ہیں کہ رامچندر جی مہاراج کی روح مبارک پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو۔ مگر میرے پیارے ہندو بھائیو! جہاں رامچندر علیہ السلام کے لئے میرے دل میں اس قدر عقیدت کے جذبات موجزن ہیں۔ وہاں تمام مذاہب کے پیشواؤں کے لئے ہیں اس لئے جہاں اجودھیا کی سرزمین کو پوتر کہا جا سکتا ہے۔ وہاں میں اس سے بھی نہیں رہ سکتا۔ کہ اپنے شہر پشاور کی زمین کو بھی نہایت پاکیزہ زمین کہوں۔ کیونکہ اس میں اگر باقی سب بزرگوں کو جانے بھی دیں۔ اور صرف ایک ہی بزرگ کا ذکر کریں۔ تو سیدنا حضرت ابوالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جسد مبارک مدفون ہے۔ اور میرے شہر میں سید حسن پیر کے مزار مبارک کے نام سے آپ کا مزار مشہور ہے اب جہاں میں ایک مسلمان کی حیثیت سے رامچندر جی علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ بندہ سمجھتا ہوں۔ وہاں سید حسن پیر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک نہایت بزرگ ہستی یقین کرتا ہوں۔ اندریں حالات اگر میرے وہ مسلمان بھائی جنہیں ہندو کے مضمون نگار نے ہندو مسلم اتحاد کا خواہاں کہہ کر یاد فرمایا ہے۔ اور ان سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ اجودھیا سے مسجد ہٹا دیں۔ اگر یہ اصل تسلیم کر لیں۔ کہ رامچندر جی علیہ السلام کی جائے پیدائش ہونے کی وجہ سے چونکہ اجودھیا ایک پاکیزہ زمین ہے۔ اور مسجد چونکہ ہندوؤں کے نزدیک ایک ناپاک عمارت ہے جس کے اس پاکیزہ زمین پر ہونے کی وجہ سے ان کے دل کو ٹھیس لگتی ہے۔ اس لئے بابری مسجد یا تمام وہ مساجد جو شاہجہان پور یا خاک پاک اجودھیا میں کسی اور مقام پر موجود ہیں۔ منہدم کر دینی چاہئیں۔ تا ہندوؤں کے دل کو آئندہ ٹھیس نہ لگے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے راستے سے تمام مشکلات دور ہو جائیں۔ تو کیا وہ اس فیصلہ کے ماتحت یہ فیصلہ بھی کرنے کے حقدار ہیں۔ کہ اگر اور کہیں نہیں۔ تو کم از کم خاک پاک پشاور ہی میں جہاں سید حسن پیر رحمۃ اللہ علیہ جیسی بزرگ ہستی مدفون ہے۔ بت خانے یعنی مندر جن کے وہاں ہونے سے مسلمان بھائیوں کے دل کو ٹھیس لگتی ہے۔ منہدم کر دینے چاہئیں۔ تا مسلمان بھائیوں کے دل کو آئندہ ٹھیس نہ لگے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے راستے سے تمام مشکلات دور ہو جائیں؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔ اور اگر مثبت ہے۔ تو پھر ہندو مسلم اتحاد کے سب سے بڑے خواہاں گاندھی جی کو چاہیئے۔ کہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد سے مسجدوں کے انہدام کا فتوے دلوانے سے پہلے خود مندروں کے انہدام کا فتوے صادر فرمائیں

ان گذارشات کے بعد میں بلا امتیاز مذہب و ملت معقولیت پسند طبقے کے تمام اصحاب سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ ہندو بھائیوں سے فوراً اس مسئلہ کا فیصلہ کرائیں تا اجودھیا کی مسجدیں اور پشاور کے مندر بیک وقت گرا کر اخبار "ہندو" کے منصف مزاج مقالہ نگار کو ہندو مسلم اتحاد کی ضمانت دے دی جائے ٭

حکومت سے

اس بارے میں حکومت کو بھی اچھی طرح سوچ لینا چاہیئے۔ کہ جہاں مساجد کو منہدم کرنے کی غرض سے کمزور مسلمانان اجودھیا پر مزید حملوں کے لئے ہندوؤں کو علی الاعلان تحریک کی جا سکتی ہے وہاں مدافعت کی غرض سے مسلمانوں کو بھی آمادۂ عمل کیا جا سکتا ہے۔ خاص کر سرحد کے مسلمان ہر خانۂ خدا کی حفاظت کے لئے جانیں تک لڑانے میں دریغ نہیں کریں گے۔ حکومت کو بھی صورتِ حال کی نزاکت کا اندازہ کر کے ضروری کارروائی عمل میں لانی چاہیئے ٭

محمد اللہ بخش ضیار

قابل تفصیل رقوم

مندرجہ ذیل احباب نے بیت المال میں رقوم بھجوائی ہیں۔ جو ذیل میں ان کے نام کے سامنے لکھی ہوئی ہیں۔ لیکن ان کی تفصیل ہمراہ نہ آنے کی وجہ سے امانت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اب سال ختم ہونے کو ہے۔ اگر اس کی تفصیل آ جاوے تو ۳۰ اپریل ۳۴ء کے اندر یہ رقوم داخل خزانہ ہو کر ان کی جماعتوں کے حساب میں محسوب ہو سکتی ہیں۔ ورنہ سال رواں کے بجٹ میں یہ رقوم محسوب نہ ہو سکیں گی۔

لہٰذا بذریعہ اعلان مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہر وہ شخص جن کے نام کے سامنے رقم درج ہے۔ فوراً اس کی تفصیل بھیج دیں۔ کہ یہ رقم کس غرض کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اور کن مدات میں داخل ہونی ہے۔

تاریخ مصولہ رقم	نام رقم بھیجنے والے کا	رقم
۲۱ ۳/۳۱	شیخ احمد اللہ صاحب معرفت سید محمود اللہ شاہ صاحب	عہ
۲۲ ۱/۳۴	اللہ دتا صاحب مبانسہ	للہ
۲۲ ۱/۳۴	گل محمد صاحب لنڈی خان	لسہ
۲۹ ۱/۳۴	علی محمد صاحب گھیٹ پور	عہ
۲۷ ۱/۳۴	بنگال پراونشل کلکتہ	مالعہ
۱۳ ۲/۳۴	ولی اللہ صاحب پونہ	للعہ
۲۴ ۲/۳۴	محمد عبدالحفیظ صاحب کلکتہ	مالعہ
۲۷ ۲/۳۴	میر محمد اسحاق علی صاحب محبوب نگر	[illegible]
"	طفیل احمد صاحب ڈھاکہ بہار شریف	عہ
۸ ۳/۳۴	محمد رفیع صاحب فیض آباد	للعہ
۱۷ ۳/۳۴	بشیر احمد صاحب دارالسلام	للعہ
۲۴ ۳/۳۴	جماعت جہلم	مالعہ

(ناظر بیت المال)

وی پی آتے ہیں

الفضل نمبر ۱۲۵ میں فہرست اسماء شائع ہو چکی ہے جن کے نام وی پی ہوں گے۔ مہربانی فرما کر جلد تر بذریعہ منی آرڈر چندہ بھجوا دیں۔ تاکہ ہم وی پی کی زحمت اور واپسی کے نقصان اور آپ پانچ آنے زائد خرچ سے بچ جائیں۔

(مینجر الفضل)

چودہ سالہ چکر

سکھوں کا اخبار "شیر پنجاب" ۲۲ اپریل الفضل کے ایک مضمون کی بنا پر لکھتا ہے۔

معاصر "الفضل" نے ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ مہاتما گاندھی جی کسی ایک اصول پر قائم نہیں رہتے۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مہاتما نے ۱۹۲۰ء سے اب تک کئی پینترے بدلے۔ اور اب چودہ سال کے بعد وہیں پہنچ گئے ہیں۔ جہاں سے چلے تھے۔ یکم اگست ۱۹۲۰ء کو مہاتما گاندھی نے عدم تعاون کا اعلان کیا۔ جس کی کانگرس نے اپنے خاص اجلاس منعقدہ ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں تصدیق کر دی۔ عدم تعاون کے بعد یتیم آگرہ کی تحریک شروع ہوئی۔ پہلے مدراس میں پھر لاہور میں مکمل آزادی کی قرارداد منظور کی۔ پھر نمک سازی کی مہم شروع ہوئی۔ گاندھی ارون پیکٹ ہوا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۳۳ء کو آپ نے اجتماعی سول نافرمانی کی جگہ انفرادی سول نافرمانی کا آغاز کر دیا۔ اور ۷ اپریل کو سول نافرمانی کلیتہً آپ نے بند کر دی نہ عدم تعاون رہا۔ نہ سول نافرمانی۔ غرضیکہ ۱۴ سال بعد وہیں پہنچ گئے۔ جہاں سے یکم اگست ۱۹۲۰ء کو چلے تھے۔ یہ زمین کے گول ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ اس چودہ سال کے عرصہ میں ملک نے بے شمار قربانیاں دیں۔ ہزارہا خاندان برباد ہو گئے۔ ہزارہا نوجوانوں کی زندگیاں برباد ہو گئیں لیکن ملک ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکا۔ دیکھا یہ تلک مرحوم۔ لالہ لاجپت رائے۔ پنڈت مدن موہن مالویہ وغیرہ لیڈروں نے بہتیرا سمجھایا۔ کہ مانٹیگو چیمسفورڈ سکیم کو تجربۃً منظور کر لو کونسلوں اور اسمبلی پر قبضہ کر لو۔ اور دس سال سے پہلے ہی گورنمنٹ کو سوراج دینے پر مجبور کر دو۔ لیکن آپ نے کسی کی نہ سنی۔ آخر کانگرسی کونسلوں میں گئے لیکن اس وقت جبکہ ماڈریٹ اور مسلم فرقہ پرست کونسلوں پر اپنا قبضہ جما چکے تھے۔ اگر ۱۹۲۱ء میں ہی کانگرس کونسلوں پر قبضہ کر لیتی تو حکومت کے لئے ۱۹۳۰ء سے پہلے سوراجیہ دے دینے کے بغیر کوئی چارہ کار ہی باقی نہ رہتا۔ افسوس کہ چودہ سال کا طویل عرصہ ہزارہا لوگوں کی قربانیاں اور بالآخر کانگرس کا وقار سب کچھ مہاتما گاندھی کی غلط روی کے نذر ہو گیا اور چودہ سال بعد ہم جہاں تھے۔ وہیں آ گئے۔ بلکہ اس سے بھی پیچھے جا پڑے ہیں کیونکہ اس وقت مسلمان کانگرس سے اس قدر دور نہیں تھے جس قدر کہ اب ہو گئے ہیں۔ اور اسکیم اپنائی کے بعد ان کے ملنے کے امکانات اور بھی کم ہو گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کی سالانہ تبلیغی رپورٹ

از مئی ۳۳ء تا اپریل ۳۴ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے سال زیر رپورٹ میں جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کو بتائید الٰہی حسب مقدور پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔ اور اسی توفیق الٰہی کے ماتحت فرداً فرداً بحیثیت مجموعی تبلیغ کی گئی۔ سال زیر رپورٹ میں ۸۶ اجلاس جماعت نے منعقد کئے۔ جن میں چھبیس اجلاس انصار اللہ کی ٹریننگ کے لئے کئے گئے۔

علاوہ ازیں ۸ اجلاس طالبات مدرسہ احمدیہ سیالکوٹ اور ۱۲ اجلاس لجنہ اماء اللہ نے منعقد کئے۔ ان جلسوں میں طالبات اور خواتین جماعت مختلف مضامین پر تقاریر کرتی رہیں۔ لجنہ کا اجلاس ہر ماہ کے آخری اتوار کو منعقد کیا جاتا جس میں مسلم خواتین کے علاوہ غیر مسلم خواتین بھی شامل ہوتیں اور ان کے سامنے اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جاتا۔ شہر کے علاوہ انصار اللہ دیہات میں بھی بغرض تبلیغ جاتے رہے چنانچہ سال زیر رپورٹ میں ۲۰ گاؤں زیر تبلیغ رہے۔ ان میں سے بعض گاؤں میں خدا کے فضل سے اچھا اثر ہے۔ اور لوگ احمدیت کے بالکل قریب آ گئے ہیں۔ زبانی تبلیغ کے علاوہ جماعت نے ۲۵۸۲ ٹریکٹ اور اشتہارات تقسیم کئے سال زیر رپورٹ میں گیارہ اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ عام تبلیغ کے علاوہ سال میں دو دفعہ یوم التبلیغ اور ایک یوم النبی منایا گیا۔ ان مواقع پر جماعت کے مردوں اور خواتین نے نہایت ہی اخلاص سے کام کیا۔ بالآخر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ سال اس سے بھی بڑھ چڑھ کر خدمت دین کا موقعہ عطا فرمائے۔

(خاکسار۔ نذیر احمد سیالکوٹی (مولوی فاضل) سکرٹری تبلیغ شہر سیالکوٹ)

ضروری اعلان

اضلاع راولپنڈی۔ کیمبل پور۔ جہلم۔ گجرات۔ کے احمدی احباب کو اطلاع ہو۔ کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے عاجز اس علاقہ میں تبلیغی فرائض کے لئے خصوصاً اور دیگر فرائض کے لئے عموماً مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا تبلیغی کاموں کے متعلق خط و کتابت خاکسار سے بتہ ذیل پر کی جاوے۔ تمام سیکرٹریان تبلیغ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی ماہواری رپورٹیں خاکسار کی معرفت نظارت دعوۃ و تبلیغ کو روانہ کیا کریں۔ تا ان کی کارگذاری میرے علم میں بھی اضافہ کا موجب ہو۔ (خاکسار۔ عبدالرحمٰن انور مہتمم تبلیغ علاقہ راولپنڈی انجمن احمدیہ۔ مری روڈ۔ راولپنڈی)

وصیتیں

نمبر ۱۲۲۱ء۔ منکہ محمد افضل ولد محمد حسین صاحب قوم قریشی طالب علم عمر قریباً بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۔۴۔۳۴ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے والد صاحب مرحوم نے قریباً ½ ۷ ہزار روپیہ کی جائداد چھوڑی ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مکان رہائشی قیمتی تین ہزار روپیہ دو دکان نیازی جس میں ہمارا بارہ صد روپیہ ہے موضع کھارا میں پانچ گھماؤں زمین بعوض ایک ہزار دو صد چالیس روپیہ پر رہن لی ہوئی ہے۔ ایک مربعہ زمین موضع علی پور ضلع ملتان میں سوا دو ہزار روپیہ میں رہن ہے۔ اس کی بقیہ قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ قادیان مختلف لوگوں سے جو قرضہ کی رقوم لینی ہیں۔ وہ پانچ صد روپیہ کی ہیں۔ علاوہ ازیں قادیان میں دو قطعات زمین کے ہماری ملکیت ہیں۔ جن کی قیمت پانچ صد روپیہ ہے۔ یہ کل جائداد سات ہزار چار سو چالیس کی بنتی ہے اس میں سے والدہ صاحبہ کا آٹھواں حصہ نو سو تیس روپیہ منہا کر کے باقی چھ ہزار پانسو دس روپیہ کے ہم تین بھائی ساوی حصہ دار ہیں یعنی خاکسار اور میرے بڑے بھائی محمد احسن صاحب اور چھوٹا بھائی محمد اکمل صاحب۔ سو میں اپنی ملکیت مبلغ دو ہزار ایک سو ستر روپیہ ۲۱۷۰/- روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز فی الحال میری کوئی تنخواہ وغیرہ نہیں ہے۔ جب کوئی تنخواہ وغیرہ شروع ہوگی۔ تو اس کے علاوہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد: محمد افضل قریشی قادیان متعلم جامعہ احمدیہ قادیان ۱ ۲۔۴۔۳۴

گواہ شد: محمد احسن قریشی برادر اکبر موصی ۱ ۲۔۳۴

گواہ شد: عطا محمد محرر دعوت و تبلیغ

نمبر ۱۲۵۱ء۔ منکہ حکیم شیر محمد ولد حکیم نتھو قوم راول احمدی پیشہ حکمت عمر ۶۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن اوڑ ڈاکخانہ خاص تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۔۴۔۳۴ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ ایک مکان پختہ رہائشی خود واقعہ قصبہ اوڑ قیمتی ایک ہزار روپیہ ایک توڑ سفید واقعہ اوڑ ڈیڑھ مرلہ قیمتی یکصد روپیہ مکان پختہ و خام بمعہ چاہ خود قیمتی نو صد روپیہ کل منقولہ جائداد کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ:۔ مذکورہ بالا پختہ و خام مکان بمعہ چاہ قیمتی نو صد روپیہ قصبہ بھڑالہ ضلع جالندھر میں ہے۔ العبد: حکیم شیر محمد ولد حکیم نتھو قصبہ اوڑ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد الدین احمدی بقلم خود بنگہ گواہ شد: فضل الدین احمدی بنگوی سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر یکم فروری ۱۹۳۴ء۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نواب صاحب رامپور کے متعلق جو آج کل یورپ گئے ہوئے ہیں۔ دانشا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ان کا ارادہ ہے۔ رامپور میں کپڑے کے کارخانے کھولے جائیں۔ اور رامپور کی روئی سے کپڑا تیار کیا جائے۔ اس سلسلہ میں نواب صاحب صنعت پارچہ کے ماہرین کے ساتھ گفت و شنید کر رہے ہیں۔

گجرات اور کاٹھیاواڑ کے بہت سے فرقوں میں چونکہ بوڑھوں سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کر دینے کا عام رواج پایا جاتا ہے۔ اس لئے ریاست بڑودہ کی مجلس قانون ساز نے اس کے انسداد کے لئے ایک قانون منظور کیا تھا بڑودہ سے ۲۲ اپریل کی اطلاع کے مطابق مہاراجہ صاحب گائیکواڑ آف بڑودہ نے اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ مجلسی ترقی کے لئے قوانین پاس کرنے کی ضرورت نہیں۔ سوسائٹی میں ہی اس قدر قوت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ ان برائیوں کا انسداد کر سکے۔

پشاور سے ۲۱ اپریل کی اطلاع ہے کہ اس وقت افغانستان میں ہتھیار رکھنے کی پوری اجازت ہے۔ گورنمنٹ اسے ختم کرنا چاہتی ہے۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ باشندوں سے ہتھیار لے لئے جائیں۔

سر ہیری ہیگ کے متعلق اسمبلی کی لابی میں دہلی سے ۱۸ اپریل کی اطلاع کے مطابق عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ عنقریب انہیں یو پی کا گورنر بنایا جائے گا۔

حکومت جرمنی نے برلن کی ایک اطلاع کے مطابق تمام دوکانداروں کو حکم دیا ہے۔ کہ ان کی دوکانوں میں جو بدصورت اور بدشکل کھلونے ہیں۔ انہیں توڑ دیں۔ ورنہ ان پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ اس حکم کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بھدی شکلیں دیکھ کر بچوں کے دماغوں پر برا اثر پڑتا اور اس طرح نسل کی خوبصورتی تباہ ہوتی ہے۔

ہر ہٹلر کا ۴۵ واں یوم پیدائش ۲۰ اپریل کو برلن میں منایا گیا۔ اس تقریب کی خوشی میں بڑے بڑے کیک تیار کئے گئے۔ ایک کیک تو اتنا بڑا تھا کہ پانچ مشہور نانبائی اسے چھکڑے کے پہیوں کی طرح دھکیل کر ہٹلر کے محل میں لائے۔

اخبار "ریاست" دہلی کا داخلہ حکومت کشمیر نے اپنی حدود میں بند کر دیا ہے۔

برطانوی گورنمنٹ نے غیر ممالک کے مال کی درآمد کے متعلق شاہی کمیٹی کی سفارش پر غیر ملکی کاغذ اور کاغذ کے بنے ہوئے گتوں پر جن کے ۸۰ تختوں کا وزن ۹۰ پونڈ سے زیادہ ہو۔ محصول میں بیس فیصدی اضافہ کر دیا ہے۔ مگر وہ کاغذ یا گتا اس سے مستثنیٰ ہے جو کسی دیگر مال کا حصہ ہو۔

حکومت سرحد نے پشاور سے ۲۲ اپریل کی اطلاع کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ کہ صوبہ سرحد کی گورنمنٹ کے ملازمین کے لئے کوئی خاص قواعد و ضوابط مرتب کرنے کی ضرورت نہیں۔ گورنمنٹ ہند کے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کی پابندی سرحدی حکومت کے ملازمین کو کرنی ہوگی۔

چاندی کے متعلق صدر جمہوریہ امریکہ مسٹر روزویلٹ اور چاندی کی کرنسی رائج کرنے والی پارٹی کے لیڈروں کے درمیان ۲۰ اپریل کو واشنگٹن میں ایک میٹنگ ہوئی۔ اطلاع مظہر ہے۔ کہ پریذیڈنٹ روزویلٹ اس گفت و شنید کے باوجود کوئی قانون پاس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ چاندی کے متعلق بین الاقوامی معاہدہ ہی مرتب ہو سکتا ہے قومی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

امریکن پارلیمنٹ نے اس قانون کی تصدیق کر دی ہے کہ امریکن مال امریکن جہازوں میں ہی لادا اور لے جایا جائے۔

کلکتہ سے ۲۱ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ گاندھی جی نے اجودھیا میں فساد برپا کرنے والوں کے طریق عمل سے اظہار افسوس کیا ہے۔ اور ایک مسلمان سے اس واقعہ کی تفصیل پر مشتمل رپورٹ طلب کی ہے۔ مگر زبانی اظہار افسوس اس وقت تک کیا حقیقت رکھتا ہے۔

نیویارک کے اخبار ٹائمز کا سپیشل نامہ نگار لکھتا ہے کہ فرانس کی نئی پوزیشن کے پیش نظر تخفیف اسلحہ کے سوال پر برطانیہ اور امریکہ متحد ہو جائیں گے۔ اور اسلحہ جات کی تخفیف کے متعلق متفقہ تجاویز پیش کریں گے۔

برلن سے ۲۱ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ جنرل گورنگ نے ایک انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ کمیونسٹوں کی سرگرمیاں کچھ عرصہ سے بہت بڑھ گئی ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جیلوں میں کمیونسٹ قیدیوں کے ساتھ کافی سختی نہیں کی جاتی۔ میں اس سلسلہ میں مزید ہدایات جاری کر کے تاکید کرنے والا ہوں۔ کہ ان کے ساتھ زیادہ سخت سلوک کیا جائے۔ لیکن جب تک دوسرے ممالک میں کمیونزم موجود ہے۔ جرمنی میں بھی اسے کچلا نہیں جا سکتا۔

گورنمنٹ جموں و کشمیر نے برٹش انڈین فیکٹری کی کھانڈ پر جو ریاست میں درآمد ہوگی۔ ایک روپیہ فی من کے حساب سے محصول کسٹم بٹھا دیا ہے۔ اور ۱۹ اپریل سے اس پر عمل درآمد شروع۔

ہو چکا ہے۔

موگہ سے ۲۱ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنر صاحب فیروزپور نے ہرنام کور کو جس نے گذشتہ دنوں چند ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا۔ اور جو زخمی ہو کر اب موگہ ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ دیکھا اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے گورنمنٹ سے سفارش کی ہے۔ کہ اسے دو ہزار روپیہ اور کچھ اراضی بطور انعام دی جائے۔

نئی دہلی سے ۲۰ اپریل کی اطلاع ہے کہ ستمبر ۱۹۳۳ء تک ختم ہونے والی سہ ماہی میں برطانوی ہندوستان میں سوائے بنگال کے جہاں سے رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ ۲۱ لاکھ ۵۸ ہزار ۶ سو ۱۲ بچے پیدا ہوئے۔ اور ۱۱ لاکھ ۵۵ ہزار ۳ سو ۹۰ اموات ہوئیں۔

کلکتہ سے ۲۱ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ چنسورہ بنگال میں ۲ بج کر ۵۴ منٹ پر اور موضع ڈٹارا میں ۴ ½ بجے شام زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوئے۔ زلزلہ سے قبل شدید بارش ہوتی رہی۔ جس کے دوران میں کئی مقامات پر بجلی گری۔

مظفرپور سے ۲۳ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ گاندھی جی بابو راجندر پرشاد اور ڈاکٹر سید محمود نے باہم گفت و شنید کی۔ جس کے نتیجہ میں رانچی میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس منعقد کرنے کا خیال ترک کر دیا گیا ہے۔

حکومت کابل کے متعلق پشاور سے ۲۳ اپریل کی اطلاع کے مطابق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے افغانستان میں مقیم یہودیوں کی نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کر دی ہیں چنانچہ یہودی اب قندہار اور افغانستان کے جنوبی اور مشرقی صوبجات میں نہیں جا سکتے۔ اور نہ ہی وہ پولیس کی اجازت حاصل کئے بغیر کابل سے باہر نکل سکتے ہیں۔

جنیوا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمن میں اس وقت یونیورسٹیوں کے پاس شدہ ½ ۱ لاکھ گریجویٹ بیکار ہیں

آسٹریلیا کی گورنمنٹ نے تقریباً ڈیڑھ سو غیر ملکی اخبارات کا داخلہ قطعی ممنوع قرار دے دیا ہے۔ ان میں ایک درجن انگلستان کے سرکردہ اخبار ہیں۔

شملہ سے ۲۳ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ سر شرٹ دار جیلنگ میں ۳ مئی کو گورنر بنگال کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری کا چارج لیں گے۔

جاپانی ڈیلیگیشن کے متعلق بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ ۲۵ اپریل تک جاپانی قونصل مقیم بمبئی کے پاس ٹھیرنے کے بعد جاپان چلا جائے گا۔

سر مرزا اسمٰعیل دیوان ریاست میسور کا ٹائمز لنڈن نے

[illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی